هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله

امام عدل وحریت

خلیفہ راشد امیر المؤمنین

داماد علیؓ فاتح عرب و عجم

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ



اسلامی تاریخ کی اولوالعزم عبقری شخصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی قریبی رفیق خلافت اسلامیہ کے تاجدار ثانی قیصر و کسریٰ کے فاتح حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل انتہائی مختصر مگر جامع مجموعہ

ابو ریحان ضیاء الرحمن فاروقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام عدل و حریت

خلیفہ دوم

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

نام: عمر بن خطاب

لقب: فاروق

کنیت: ابو حفص

نسب: نویں پشت میں حضورؐ سے ملتا ہے۔

ولادت: واقعہ فیل کے ۱۳ برس بعد۔

قبول اسلام: نبوت کے چھٹے سال ۳۳ برس کی عمر میں اسلام لائے۔

وجاہت: رنگ سفید مائل بہ سرخی، رخساروں پر گوشت کم، قد مبارک دراز۔

قرابت بالنبیؐ: آپؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ حضور کے نکاح میں آئیں۔ دور خلافت میں حضورؐ کی نواسی اور حضرت علیؓ کی صاحبزادی ام کلثومؓ سے آپؓ کا نکاح ہوا جن سے زید بن عمر اور رقیہ بنت عمر پیدا ہوئے۔

عہد نبویؐ میں آپؓ کی خدمات:۔ مکہ میں سات سال، دور مدینہ میں دس سال آپ ہر وقت آنحضرتؐ کے قریب رہے۔ ستائیس غزوات نبوی میں کسی موقع پر غیر حاضر نہ ہوئے۔ خانہ کعبہ میں سب سے پہلے اسلام کا نام آپؓ ہی نے بلند کیا۔

مختصر فضائل و مناقب:۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے مطابق قرآن کریم کی ۲۷ آیات حضرت عمرؓ کی رائے پر نازل ہوئیں۔ "لیظہرہ علی الدین" اور "آلم غلبت الروم" ایسی بے شمار آیات کی پیش گوئیاں آپؓ کے عہد میں پوری ہوئیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

(1)..... جس راستے سے عمرؓ گزرتا ہے شیطان وہ راستہ چھوڑ دیتا ہے۔ (بخاری مسلم)

(2)..... جنت میں عمرؓ کا لقب بڑا محل ہے۔ (بخاری مسلم)

(3)..... عمرؓ کی زبان پر خدا نے حق کو جاری کر دیا ہے۔ (بیہقی)۔

(4)..... میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کی اقتداء کرنا (مشکواۃ)

(5)..... میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ (ترمذی)

(6)..... میرے بعد آسمانوں پر دو وزیر ہیں جبرائیل و میکائیل اور زمین پر دو وزیر ہیں ابوبکرؓ اور عمرؓ۔

(7)..... حضورؐ، ابوبکرؓ و عمرؓ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر جا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا ہم تینوں قیامت میں اسی طرح اٹھیں گے۔

خلافت فاروق اعظمؓ پر ایک نظر:۔

○..... حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے بعد دس سال چھ ماہ دس دن تک ۲۲ لاکھ مربع میل زمین پر اسلامی خلافت قائم کی۔

○..... آپؓ کے دور میں ۳۶۰۰ علاقے فتح ہوئے۔

○..... آپؓ کے دور میں ۹۰۰ جامع مساجد اور ۴۰۰۰ عام مسجدیں تعمیر ہوئیں۔

○..... قیصرو کسریٰ دنیا کی دو بڑی سلطنتوں کا خاتمہ آپؓ ہی کے دور میں ہوا۔

○..... آپؓ کے عہد میں عدالت کے ایسے بے مثال فیصلے چشم فلک نے دیکھے جن کا چرچا چار وانگ عالم پھیل گیا۔

○..... فتوحات عراق' ایران' روم' ترکستان اور دیگر بلاد عجم پر اسلامی عدل کا پرچم لہرانا سیدنا فاروق اعظمؓ کا بے مثال کارنامہ ہے۔

○..... حضرت عمرؓ کے زریں اور درخشندہ عہد پر کئی غیر مسلم بھی آپؓ کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔

○..... حقیقت میں آنحضرتؐ کے آفاقی دین کو تعمیر و ترقی کے اوج ثریا پر پہنچانے اور دنیا بھر میں اسلام کی سطوت و شوکت کا سکہ بٹھانے کا سہرا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سر ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اہم خصوصیات

(۱)... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"علم کے دس حصوں میں سے ایک حصہ ساری امت کو دیا گیا ہے اور نو حصے حضرت عمرؓ کو دیئے گئے ہیں۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس شہادت کو آپ محض ستائش آرائی نہ سمجھیں

بلکہ ایک نظر تاریخی شواہد پر بھی ڈال لیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قضایا (فیصلے) آپ کے اجتہادات، محکم اصول پر مبنی مضبوط نظریات اور آپؓ کے شرعی و انتظامی تفردات کو ابواب و فصول کے تحت جمع کرنے کی کوشش کی جائے تو عمرؓ کے نام سے ایک دو نہیں متعدد ضخیم مجلدات تیار ہو جائیں۔ فقہ کا معمولی طالب علم بھی آپؓ کے فیصلے اور احکام کا مطالعہ کر کے ان کی گہرائی، گیرائی ندرت و پنہائی پر حیران رہ جاتا ہے۔

(2)... امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں:۔

"جب صالحین کا ذکر کرو تو حضرت عمرؓ کو ضرور یاد کر لو۔"

اس فرمان کی سب سے بڑی اہمیت تو یہی ہے کہ یہ ایسے گرامی مرتبت انسان کی طرف منسوب ہے جو فضائل و مناقب اور مکارم و محاسن میں خود بھی جلیل القدر مقام رکھتا ہے۔ دوسرے اس میں جامعیت بہت ہی زائد ہے۔ مقام مدحت میں صالحین کا لفظ اختیار کرنے میں عظیم فائدہ یہ بھی ہے کہ آپؓ کے سارے کمالات کی طرف ایک جامع اور لطیف اشارہ ہو جاتا ہے۔

(3)... امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اللہ عمرؓ کی قبر کو روشن کرے جنہوں نے تراویح کی جماعت کا نظم قائم کر کے مساجد کو مزین کر دیا ہے۔"

(4)... سیدنا حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"میں اس شخص سے سخت بیزار ہوں جو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کو بھلائی سے یاد نہ کرے۔"

(5)... حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے ایک سلسلہ گفتگو میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ:۔

"ہر نیک کام میں آپ کی کوشش انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی اور آپ ہر کام نہایت عمدگی اور بہتری کے ساتھ کرتے تھے' یہاں تک کہ اسی روش پر آپ کا انتقال ہوا۔"

یہ ایک ایسے عینی شاہد کی شہادت ہے۔ جس نے حضرت عمرؓ کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔ الفاظ پر غور کر لیجئے اور پھر دیکھئے کہ "کان اجدو اجود" سے بڑھ کر آپ کا مکمل سراپائے علم و عمل اور کیا ہو سکتا تھا۔

یہی علم کی جامعیت اور عمل کی پختگی تھی جس نے آپ کو محبوب خلائق بنا دیا۔ عوام کو اپنے حکمران سے شکایات اس وقت ہوتی ہیں۔ جب ان کے جائز حقوق و مطالبات پورے نہ کئے جائیں۔ لیکن زمانہ خلافت فاروقی میں اس قسم کی شکایات کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ ان کے مبارک دور میں وسعت حکومت کے باوجود ہر حق دار کو اس کا حق پہنچ رہا تھا۔ اس لئے آپ سے ڈرنے والے وہی چند افراد ہو سکتے ہیں جن کو اپنی کسی کوتاہی کی وجہ سے مواخذہ اور احتساب کا ڈر ہو۔ ورنہ جمہور مسلمان تو آپ سے دلی محبت ہی رکھتے تھے۔

(6)... حسب قول امام محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ تمام امت کا یہ ایمانی و قلبی فیصلہ ہے کہ:۔

"جو شخص نبی اکرم ﷺ سے محبت رکھتا ہو اس کے متعلق یہ گمان بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ حضرت صدیق و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے محبت نہ رکھے اور ان کی شان میں گستاخی کرے۔"

(7)... ان سب سے بڑھ کر لائق توجہ خود حضور خاتم الرسل ہادی السبل فخر کونین رسول الثقلین علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ ذرا غور فرمائیں اور "سورۃ واقعہ" ملاحظہ کریں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے عمر! کیا آپ مجھے اس لقب سے یاد کرتے ہیں حالانکہ میں نے خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمر سے بہتر کسی آدمی پر کبھی سورج طلوع نہیں ہوا۔"

سبحان اللہ! زبان رسالت مآب سے خیر الامت ہی کا نہیں خیر الناس کا لقب مل رہا ہے۔

اللہ اکبر! اس سے بڑھ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان اور کیا ہوگی۔ بات جب ارشاد نبوی کی آگئی ہے تو آیئے مزید معلومات حاصل کر لیں، کچھ حضور کے اور ارشادات عالیہ مطالعہ میں لے آئیں تاکہ اس بات کے سمجھنے میں پوری آسانی ہو جائے کہ استاد کی بابرکت نظروں میں شاگرد کی مزید حیثیت کیا ہے۔ یاد رکھئے کہ استاد وہ ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے۔

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانہ چند ملت بشست

اور شاگرد وہ ہے جو مشیت الہٰی اور انتخاب خداوندی کے تحت چالیسویں نمبر پر داخل درس اور شامل جماعت ہوا ہے۔

یاد رکھئے! نبی کو نبوت چالیس سال ہی میں ملتی ہے۔ انسانی عقل کو کمال بھی چالیس سالہ ہونے پر ہی ملتا ہے۔ اسلامیوں بلکہ قدوسیوں کی جو جماعت حضور کے زیر سایہ تشکیل و تربیت پا رہی تھی اس کی پختگی اور عزت کے لئے بھی بنیادی پتھر حضرت فاروق اعظم کو بنایا گیا ہے کہ آپ چالیسویں نمبر پر اسلام لائے۔ دراصل آپ ہی کے اسلام لانے پر یہ جماعت پورے طور پر جماعت بنی۔ اب دیکھئے کہ اس شاگرد نے استاد کی بارگاہ میں کیا مقام حاصل کیا اس کا جواب ذیل کی سطور میں ملے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کے بارے میں ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آقائے نامدار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

(1)..... "لاریب اللہ نے عمرؓ کی زبان و دل پر حق کو جاری و ساری کر دیا۔"

ایک واقعہ کے ذیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(2)..... "میں دیکھ رہا ہوں کہ جناتی اور انسانی شیاطین عمرؓ سے بھاگتے ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ایک خواب بیان فرماتے ہیں "اور اس بات کو پہلے ہی ملحوظ رکھیں کہ حسب تصریح حضرت ابن عباسؓ پیغمبروں کا خواب وحی ہوتا ہے۔):۔

(3)..... "میں نے جنت میں سونے کا ایک محل دیکھا' میں نے پوچھا کس کا محل ہے تو جواب دیا گیا کہ عمر بن خطاب کا۔"

ایک مرتبہ فخر موجودات سرور کائنات علیہ الصلوۃ و السلام نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے سامنے جنت والوں میں سے ایک آدمی ظاہر ہوا چاہتا ہے۔ اس فرمان کے بعد متصلاً ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا:۔

(4)..... "اہل جنت میں سے ایک اور شخص ابھی ابھی آنے والا ہے اور اس فرمانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیش آمدہ صورت حال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بات برملا طور پر فرمائی۔

(5)..... "(اے عمرؓ) جس راستے پر تم چل رہے ہو گے اس پر تمہیں شیطان چلتا ہوا کبھی نہیں ملے گا۔ وہ مجبور ہو گا کہ اپنا راستہ بدل کر دوسرا راستہ اختیار کرے۔"

ایک مرتبہ حضور سرکار دو عالم ﷺ جبل احد پر تشریف لے گئے اس موقعہ پر پہاڑ میں کچھ حرکت سی پیدا ہوئی آپؐ نے فرمایا:-

(6) ..... "اے احد! ٹھہر جا! اس لئے کہ اس وقت تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق، اور دو شہید ہیں۔"

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اپنی (غالباً) جنت کی سیر کا ذکر فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا وہاں ایک محل دیکھا میں نے اس کی خوبصورتی کے پیش نظر پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے۔ جواب عرض کیا گیا کہ عمر بن الخطابؓ کا۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ:-

(7) ..... "میرا جی چاہا کہ اس محل کے اندر داخل ہو جاؤں مگر اے عمرؓ مجھے تیری غیرت یاد آگئی اس لئے میں اس کے اندر نہیں گیا۔"

یہ سن کر حضرت فاروق اعظمؓ رو پڑے اور عرض کیا کہ حضور! آپ پر میرے ماں باپ قربان! کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا؟

حضور اکرم ﷺ کے ان ارشادات مبارکہ کی روشنی میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی جو رفعت مقام اور جلالت مرتبت ظاہر ہے۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ ضرورت تھی کہ ہر ہر ارشاد نبویؐ پر تفصیلی بحث ہوتی لیکن وقت کی گنجائش کے مطابق جو کچھ تحریر کر دیا ہے حصول ثواب اور خیر و برکت کے لئے یہی کافی ہے۔

(از خلفاء راشدین ص ۳۰۳ - پروفیسر ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عشق رسولؐ

سیدنا عمر بن الخطاب نبی کریم ﷺ کے عم محترم حضرت عباسؓ سے فرماتے ہیں کہ تمہارا اسلام لانا مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے۔

اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کو تمہارے اسلام لانے سے جس قدر خوشی ہوئی ہے، بس میرے لئے وہ خوشی ہے۔ میں اپنی خوشی کو نبی کریم ﷺ کی خوشی پر قربان کر دیتا ہوں۔

(مدارج النبوۃ)

ایک روایت میں ہے کہ آپؓ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ یہ اس لئے کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے، کہ آپ کو یہ بات پسند ہے، کہ تم اسلام میں سبقت کرو۔

تاریخ بتلاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے اتنی محبت بڑھی کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو رسول پاک ﷺ کا زمانہ یاد آجاتا تو آپ رونے لگتے اور روتے روتے بے ہوش جاتے۔

ایک مرتبہ آپؓ رات کو حفاظتی گشت فرما رہے تھے، کہ ایک گھر میں چراغ کی روشنی محسوس ہوئی اور ایک بڑھیا کی آواز کان میں پڑی جو اون کو دھنتی ہوئی چند اشعار پڑھ رہی تھی، جن کا ترجمہ یہ ہے کہ:

> محمد ﷺ پر نیکیوں کا درود پہنچے اور پاک و صاف لوگوں کی طرف سے جو برگزیدہ ہوں، ان کا درود پہنچے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ راتوں کو عبادت کرنے والے تھے اور آخیر راتوں کو رونے والے تھے۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ میں اور میرا محبوب کبھی اکٹھے ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ اس لئے کہ موت مختلف حالتوں میں آتی ہے، نہ معلوم میری موت کس حالت میں آئے اور حضور ﷺ سے مرنے کے بعد ملنا ہو سکے یا نہ ہو سکے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان اشعار کو سن کر رونے بیٹھ گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کی ایک ادنیٰ جھلک یہ بھی

دیکھئے کہ اپنی اس بہادری کے باوجود حضور ﷺ کی وصال کی حالت کا تحمل نہ فرما سکے۔ سخت حیرانی و پریشانی کے عالم میں تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہوگئے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت ﷺ کا انتقال ہوگیا ہے تو اس کی گردن اڑا دوں گا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے جو حضور ﷺ کے انتقال کی جھوٹی خبر اڑا رہے ہیں۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس وقت نہایت ہی استقلال کا ثبوت دیتے ہوئے بات واضح فرمائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ لرز گئے اور آنکھوں میں آنسو بھرلاتے ہیں اور آپ کی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسے بے ہوشی کی حالت ہوتی ہے اور گویا یوں فرمایا:

نعم سری طیف من اهوی فارقني
والحب يعترض اللذات بالام

ہاں مجھے محبوب کا آیا خیال آنکھیں ہیں تر
عشق لذت پر الم کا ڈال دیتا ہے اثر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عدل و حریت کا مہر منیر

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اسلام میں اعلیٰ مقام حاصل ہے آپ کے کارناموں سے تاریخ اسلام کا چہرہ روشن ہے آپ کی درخشندہ تاریخ سے ۱۴۰۰ سال جگ مگ نظر آرہے ہیں۔ عدل و انصاف کے باب میں حضرت عمرؓ کا کوئی ثانی نہیں ان کے عالی اطوار' شاندار کردار اور قابل رشک اسوہ حسنہ سے غیر مسلم بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید میں ۲۷ قرآنی آیات نازل ہوئیں۔ آپؓ کی شان میں ۴۰ سے زائد احادیث رسول موجود ہیں آپ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت ﷺ کی زوجہ محترمہ اور مسلمانوں کی ماں ہونے کا شرف حاصل ہے۔ خود آپ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) آنحضرت ﷺ کی نواسی اور حضرت علیؓ کی صاحبزادی

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ۶۳ سال کی عمر پائی۔ آپؓ نے دس سال چھ ماہ دس دن تک ۲۲ لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مثالی دور حکومت

اسلام کا دامن اور عہد مصطفویؐ جن درخشندہ اور اولوالعزم کرداروں سے آراستہ ہے۔ ان میں خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا نام مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عدل و انصاف ۔ رعایا پروری ۔ خدا ترسی اور طرز حکومت سے دنیا کی ہر قوم ریزہ چینی کر رہی ہے۔ صاف لفظوں میں اسلامی مساوات کا سورج عہد فاروقی میں ۲۲ لاکھ مربع میل تک سکون و طمانیت کی روشنی بانٹتا رہا۔

آج کے عہد کی جمہوری، اشتراکی، شورائی اور سرمایہ دارانہ حکومتوں کی اصلاحات، قواعد و ضوابط، طرز ہائے زندگی، ہر ہر شعبے اور ہر ہر سوسائٹی کا موازنہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور سے کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ محمدی شریعت کو چند ہی سالوں میں انسانوں کی فلاح کا سب سے آسان اور سہل ترین ذریعہ قرار دینے والے اس خلیفہ نے جو کام ۱۴۰۰ سال قبل کیا تھا سارے طریقے آزمانے کے بعد بھی رعایا پروری کے ان اصولوں تک جدید حکومتیں نہیں پہنچ سکی ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اصلاحات اور کارناموں پر بڑے بڑے فلاسفر اور حکمران سردھن چکے ہیں۔ دنیا کا کوئی مورخ اور سکالر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اصلاحات کو نظرانداز کئے بغیر سستے انصاف کے حامل اصول رقم نہ کر سکا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدالتی نظام عصر حاضر کی طرح نہ تھا۔ انتہائی آسان اور سہل انصاف آپ کی خصوصیات میں ہے۔ یہاں کسی قسم کی رشوت، سفارش، جھوٹی گواہی، جانبداری اور بے ایمانی کا تصور ہی نہ تھا۔ خود خلیفہ وقت بھی عدالت کے روبرو پیش

ہو کر جواب دینے کا پابند تھا۔

۱۸ ہجری میں نیشاپور' الجزیرہ' ۱۹ ہجری میں قیساریہ' ۲۰ ہجری میں مصر' ۲۱ ہجری میں اسکندریہ اور نماوند پر اسلام کا پرچم لہرایا گیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے دنیا کے تمام مفتوحہ ممالک کا دورہ کیا۔ ہر ہر شہر اور ہر ہر علاقے میں کھلی کچہریاں لگائیں' موقع پر احکامات جاری کئے' حکمرانوں کے دروازے پر دربان مقرر کرنے پر پابندی لگائی' ساری ساری رات بازاروں اور گلیوں کے پہرے دیئے' بھوکوں' پیاسوں' بے خانماؤں اور ضرورت مندوں کے لئے خود چل کر گئے۔ رعایا کے ہر طبقے کی ضروریات کی تکمیل کیلئے رات اور دن کا آرام چھوڑ دیا تھا۔ قحط میں آپ نے گھی اور زیتون ترک کر دیا تھا آپ کا رنگ سیاہ پڑ گیا تھا لیکن آپ رعایا پروری اور غریبوں کے دکھ درد میں برابر شریک رہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا دور اسلامی تاریخ کا درخشندہ اور بے مثال دور ہے۔ اس عہد کی کہانیاں تمام مذاہب میں ضرب المثل بن گئی ہیں۔ ایڈورڈ گبن' روسو' ویدرک' برنارڈ شا' گاندھی' نہرو اور عیسائی' یہودی' کمیونسٹ' سبھی حکمران آپ کے طرز زندگی' دستور مملکت پر آج تک رطب اللسان ہیں۔

عہد حاضر کا مسلمان دوسروں کے گھروں کے بجھے ہوئے چراغوں سے روشنی مانگتا ہے افسوس کہ اسے خلافت راشدہ کے چمکتے ہوئے سورج کی کرنیں نظر نہیں آتیں ہمارے مسلم حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ مملکتوں کی تعمیر و ترقی' فلاح و بہبود اور جدید انکشافات میں دوسرے ممالک کی دوڑ میں شریک ہونے کے لئے غیر مسلم حکمرانوں کے طریقے پر چلنے کی بجائے خلفاء راشدین کی اصلاحات کو مشعل راہ بنائیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کارناموں کو نئی نسل کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔
ریڈیو' ٹیلی ویژن پر ان کی خدمات کے ابلاغ کے لئے مستقل شعبے قائم کئے جائیں۔

مسلمانوں کی متاع حیات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کارنامے اور نابغہ روزگار خدمات ہیں، ہم انہیں کے درخشندہ اصولوں کو مشعل بنا کر ہر چیلنج کا جواب دے سکتے ہیں۔

خلفاء راشدین اور صحابہ کرامؓ کے خلاف تحریر و تقریر سے نکلنے والی ہر تنقید کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔ وہ قوم جو اپنے اسلاف کی زندگیوں کو مشعل بناتی ہے وہ جہاد اور اخلاق کے کسی میدان میں ہزیمت نہیں اٹھا سکتی۔

شہادت

آپ رضی اللہ عنہ کی بے مثال فتوحات سے اہل باطل گھبرا گئے تھے۔ چنانچہ ایک ایرانی فیروز ابو لولو مجوسی کے حملے سے یکم محرم ۲۳ ہجری میں مدینہ منورہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی اور آپ کی تدفین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں ہوئی۔

فتح بیت المقدس کا واقعہ

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص نے جب بیت المقدس کا محاصرہ کیا تو علمائے نصاریٰ نے کہا کہ تم لوگ بے فائدہ تکلیف اٹھاتے ہو تم بیت المقدس کو فتح نہیں کر سکتے۔ فاتح بیت المقدس کا حلیہ، اس کی علامات ہمارے یہاں لکھی ہوئی ہیں۔ اگر تمہارے امام میں وہ سب باتیں موجود ہیں تو بغیر لڑائی کے ہم بیت المقدس ان کے حوالے کر دیں گے۔ اس واقعہ کی خبر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو دی گئی اور آپؓ بیت المقدس تشریف لے گئے۔

یہ واقعہ تاریخ عالم میں ہمیشہ زریں حروف میں چمکتا رہے گا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زادراہ اس سفر میں جو اور چھوہارے کے سوا کچھ نہ تھا۔ ایک اونٹ آپؓ کے پاس تھا۔ جس پر آپؓ اور آپؓ کا غلام نوبت بہ نوبت سوار ہوتے تھے۔ آپ کے

کرتہ میں پیوند لگے ہوئے تھے مسلمان جب آپ ؓ کی پیش وائی کو آئے اور آپ ؓ کو اس حال میں دیکھا تو سب نے اصرار کر کے آپ ؓ کو عمدہ لباس پہنایا اور ایک گھوڑے پر سوار کیا۔ چند قدم چلنے کے بعد آپ ؓ نے فرمایا میرے نفس پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ پھر وہی پیوند لگا ہوا کرتہ پہن لیا اور گھوڑے سے اتر پڑے۔ رومیوں نے اس عرب و عجم کے فرمانروا' اس روحانی بادشاہ کو جس کے نام سے تمام عالم میں زلزلہ بپا ہوا تھا' دیکھا تو کہا کہ بے شک فاتح بیت المقدس یہی ہیں اور دروازہ آپ کے لئے کھول دیا۔

(از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی" ازالۃ الخفا مقصد دوم ص ۶۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو آپ ؓ نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے ایک عہد کیا ہے کیا تم اس پر رضامند ہوتے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اے خلیفہ رسول ﷺ! ہم اس بات پر راضی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بغیر ہم کسی دوسرے شخص کے حق میں راضی نہیں ہوں گے۔"

(اسد الغابہ جلد ۲ ص ۷' صواعق محرقہ ص ۵۴' ریاض النضرۃ جلد ۲ ص ۸۸)

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہوئے آپ ؓ کی سب اصحاب رضی اللہ عنہم بشمول سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت فرمائی۔

حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ:

"پس مسلمانوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو میں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ ان کی بیعت کی۔ پس جب وہ جہاد کے لئے مجھے کہتے تو میں جہاد میں شریک ہوتا۔ جب وہ مجھے عطایا و ہدایا دیتے تو میں قبول کرتا .... پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (آخری وقت میں) عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں اشارہ کیا اور اس معاملہ میں انہوں نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ پس مسلمانوں نے عمر کی بیعت کی۔ میں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ عمر کی بیعت کی۔ جب وہ غزوات میں مجھے طلب کرتے تو میں ان کا شریک کار ہوتا اور عطیات و غنائم وغیرہ جب وہ مجھے عنایت کرتے تو میں ان کو قبول کرتا"

(کنز العمال جلد ۶ ص ۸۳)

علمائے اہلسنت کی ان کتابوں اور ان حقائق سے شیعہ متفق نہ ہوں تو ان کی تسلی کے لئے شیعہ مجتہد شیخ ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی (۴۶۰ھ) کا قول درج کیا جاتا ہے' ملاحظہ فرمایئے!

"فبایعت ابابکر کما بایعتموه ....
فبایعت عمر کما بایعتموه ..... فوفیت له
ببیعته حتی لما قتل جعلنی سادس ستة
فدخلت حیث ادخلنی

(امام شیخ طوسی جلد ثانی ص ۱۲۱ طبع نجف اشرف عراق)

"جس طرح تم نے ابوبکر کی بیعت کی اسی طرح میں نے بھی ان سے بیعت کی .... پھر جس طرح تم نے عمر کی بیعت کی میں نے

بھی اسی طرح عمر کی بیعت کی اور بیعت کے حقوق کو میں نے پورا کیا حتیٰ کہ جب عمر پر قاتلانہ حملہ ہوا تو عمر نے مجھے چھ آدمیوں (کی کمیٹی) میں ایک ممبر قرار دے کر شامل کیا اور میں نے شامل ہونا قبول کیا۔"

(رحماء بینھم حصہ دوم ص ۵۷)

شیعہ حضرات کی اس روایت کے پیش نظر، یہی کہا جاسکتا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی اور آپؓ کو امیر المومنین بدل و جان تسلیم کیا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ شیعہ مجتہدین نے انہیں تقیہ کی سیاہ چادر اوڑھا کر اپنے ہی پیشوا کی تعلیمات کا مذاق اڑایا۔

اسلام میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقام

حضرت عمرؓ چالیس ویں نمبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ آپ کی بہادری اور ناموری پہلے سے عرب میں مسلم تھی لیکن جب آپ اسلام کے خلعت سے آراستہ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام مسلمان خوشی سے نڈھال ہو گئے۔

آپؐ نے ایک مرتبہ فرمایا:

"بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان بر حق کو جاری کر دیا ہے"

دوسری حدیث میں فرمایا:

"اگر میرے بعد نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو عمر نبی ہوتے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ رقمطراز ہیں:

"عمر بن خطاب کا دل آئینہ شفاف کی مانند روشن تھا۔ آپ کے افکار و خیالات میں حقیقت کا عکس نظر آتا تھا اس بات کا اندازہ

اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن کی ستائیس (۲۷) آیات ایسی ہیں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوئی ہیں۔"

(ازالۃ الخفا)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عہد نبوی ؐ میں ہر موقع پر آپ ؐ کے ساتھ رہے مدنی زندگی میں آپ ؐ کی رفاقت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۲۷ جنگوں میں شرکت فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری عقیدت اور محبت کی وجہ سے اپنی صاجزادی حضرت حفصہ ؓ آپ ؐ کے نکاح میں دی۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے دور میں دو سال تک آپ ؓ نے بطور مشیر اور خصوصی وزیر کام کیا۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے وفات کے وقت رائے عامہ اور اسلام کی تعمیر و ترقی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جب آپ کو خلیفہ نامزد کیا تو آپ اس اعتماد پر پورے اترے اور خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد آپ نے دس سال چھ ماہ بارہ دن تک ۲۲ لاکھ مربع میل پر عدل و انصاف کا مینہ برسایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور حکومت

خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور سادہ نفسی، عاجزی اور فروتنی کا زندہ جاوید نمونہ تھا۔ آپ کا سیکرٹریٹ مسجد نبوی تھا۔ یہیں سے قیصر و کسریٰ کے زیر و زبر کرنے اور دنیا بھر میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے فیصلے صادر ہوتے تھے۔

۲۲ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو آپ ؓ نے منصب خلافت سنبھالا جس کمال قوت اور حسن سیاست سے آپ نے خلافت کی مسند کو رونق بخشی اس کی نظیر نہیں ملتی۔

اہم فتوحات

- ۱۴ ہجری میں دمشق، بصرہ، بعلبک کے علاقے فتح کئے۔ اسی سال آپؓ نے پوری امت کو تراویح کی نماز پر جمع کیا۔
- ۱۵ ہجری میں شرق اردن، یرموک، قادسیہ کے عظیم الشان معرکے ہوئے۔ اسی سال آپ نے کوفہ شہر کی بنیاد ڈالی۔
- ۱۶ ہجری میں اھواز مدائن اور ایران کے کئی علاقوں پر اسلام کا پرچم لہرایا گیا۔ اسی سال عراق اسلامی حکومت میں شامل ہوا۔
- ۱۶ ہجری اواخر میں تکریت، انطاکیہ، حلب کی فتوحات کے بعد بغیر جنگ بیت المقدس قبضہ میں آیا۔ اسی سال حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے سے سن ہجری کا آغاز کیا۔ حضرت عمرؓ نے آنحضرت ﷺ کی ولادت یا وفات کی بجائے مسلمانوں کی فتوحات اور وسعت کا باعث بننے والے واقعہ ہجرت سے اسلام کے نئے سال کا آغاز کر کے تاریخ ساز کارنامہ سرانجام دیا۔ محرم الحرام سے آپؓ نے اسلامی سال کا آغاز کیا اسی ماہ کی یکم کو شہید ہو کر نئے سال کا آغاز ہی قربانی اور جذبہ سے کیا۔
- ۱۷ ہجری میں ملک حجاز پر قحط پڑا آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپؓ حضور ﷺ کے چچا اور ہم تمام لوگوں کے بزرگ ہیں بارش کے لئے دعا فرمائیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی۔

  "اے اللہ سفید ریش انسان تیرے دروازے پر حاضر ہوئے۔ اس کی اس قرابت کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مجھے حاصل ہے اس کے وسیلے سے بارش نصیب کر۔"

  دفعتہ جبل سلع کی پشت سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ادب واحترام

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ اس کے بعد آپ کو ہمیشہ یا امیر المومنین کہہ کر مخاطب ہوتے تھے۔ تاکہ بعد میں آنے والے کو کسی طرح کی بھی بدگمانی پھیلانے کا موقع نہ ملے ادب واحترام کی اس کیفیت کو شارح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید شیعی (۶۵۶ھ) کی زبانی سنئے!

"(حضرت) علی (حضرت) عمر کو اس وقت سے جب وہ خلیفہ ہوئے ان کی کنیت سے مخاطب نہیں کرتے تھے بلکہ امیر المومنین کہہ کر خطاب کرتے تھے اور یہ بات اسی طرح کتب حدیث وکتب سیر وتاریخ میں بیان ہوئی ہے۔

(شرح نہج البلاغہ جلد ۲ ص ۱۳۴)

دوستانہ ذمہ داری: ادب واحترام کے ساتھ ساتھ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ بھلائی چاہی ہے۔ آپ کی دنیوی اور آخروی زندگی کو بہتر اور اچھی دیکھنے کے آرزو مند رہتے تھے۔ حضرت امام ابو یوسفؒ (۱۸۲ھ) حضرت امام ابو حنیفہؒ (۱۵۰) سے نقل فرماتے ہیں کہ:

جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنائے گئے تو اس وقت حضرت علیؓ نے ازراہ ترغیب وتلقین حضرت عمرؓ سے کہا کہ اگر آپ اپنے سابق خلیفہ کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں تو اپنی قمیض کو پیوند لگایئے اپنے جوتے وموزے کو پیوند لگایئے۔ دنیوی امیدیں کم کردیجئے۔ اور سیر ہو کر نہ کھایئے۔"

(کنز العمال جلد ۸ ص ۲۱۹ کتاب۔ الخراج ص ۱۵ مصر)

یہ ایک دوستانہ احساس تھا۔ آپ اس امر کو اپنی ذمہ داری سمجھتے تھے کہ اپنے دوستوں کی آخرت کو بہتر اور عمدہ بنانے کے لئے جو جو تجاویز ہوں وہ پیش کر دی جائیں۔ اگر دوستوں کی بھلائی نہ چاہے تو گویا اس نے حق دوستی ہی ادا نہ کیا اس لئے آپؓ نے ہمیشہ اس کا اہتمام کیا تھا۔ تاریخ یعقوبی کا مصنف احمد بن ابی یعقوب بن جعفر الکاتب العباسی شیعی (۲۰۶ھ) بھی اسی قسم کا ایک واقعہ لکھتا ہے کہ:

"حضرت علی نے فرمایا کہ' یہ تین چیزیں اگر آپ محفوظ کر لیں اور ان پر عمل در آمد کریں تو یہ آپ کے لئے دیگر اشیاء سے کفایت کریں گی اور چیزوں کی حاجت نہ رہے گی اور اگر آپ ان کو ترک کردیں گے تو ان کے سوا آپ کو کوئی چیز نفع نہ دے گی۔

اس وقت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا۔ بیان کیجئے:

حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ' ایک تو قریب و بعید سب لوگوں پر اللہ کی حدود کے قوانین جاری کیجئے! دوسرا یہ کہ کتاب اللہ کے موافق رضامندی اور ناراضگی دونوں حالتوں میں یکساں حکم لگایئے۔ تیسرا یہ کہ سیاہ و سفید ہر قسم کے آدمیوں میں حق و انصاف کے ساتھ تقسیم کیجئے۔

یہ کلام سننے کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ' مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ آپؓ نے مختصر کلام کیا مگر ابلاغ تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے۔"

(تاریخ یعقوبی شیعی جلد ۲ ص ۲۰۸، رحماء بینھم حصہ دوم ص ۱۳۶)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت علی

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مابین بے پناہ محبت و مودت تھی اور ایک دوسرے کی آخرت کو اچھی دیکھنے کے خواہش مند رہتے تھے۔ ایک دوسرے کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ اگر خدانخواستہ ان کے درمیان وہ بات ہوتی جو شیعہ مجتہدوں نے اور ان کے پیشوا خمینی نے پھیلا رکھی ہے، تو بتلایئے ایسے "کلمات مرتضوی" کبھی ہوتے۔ نصیحت کرنا اور بھلائی چاہنا اس امر کا شاہد ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے گہرے محب تھے۔

بے تکلفانہ روابط: دوستی کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایک دوسرے سے کندھا ملا کر چلیں۔ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامیں۔ ایک دوسرے کو محبت بھری نظر سے دیکھیں۔ ایک دوسرے کی بھلائی چاہیں۔ ایک دوسرے کی خوشی میں، غمی میں شامل ہوں۔ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بے تکلفانہ روابط کی ایک روایت ملاحظہ فرمایئے:

> "ایک مرتبہ قیس بن سعد بن عبادہ حصول علم و اخلاق کے لئے مدینہ منورہ پہنچے ایک شخص کو دیکھا کہ دو چادروں میں ملبوس ہے۔ سر پر زلفیں ہیں۔ (دوستوں کی طرح) عمر کے کندھا مبارک پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ علی بن ابی طالبؓ ہیں۔"

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی جلد ۱ ص ۲۱)

اگر شیعہ کی اس روایت سے کہ وہ ایک دوسرے کے پکے دشمن اور ان کے درمیان گہری عداوت تھی (معاذ اللہ) اس سے اتفاق کر لیا جائے تو بتلایئے کیا یہ محبانہ ادائیں ہوتیں؟ ان اداؤں کا ہونا اس امر کا واضح قرینہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے گہرے دوست تھے۔

(از کتاب رحماء بینھم ج ۴)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ارشادات

(1) ..... سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر صبر و شکر دو سواریاں ہوتیں تو میں پرواہ نہ کرتا کہ کس پر سوار ہوں۔

(2) ..... فرمایا! جو شخص راز چھپاتا ہے' اس کا راز اس کے ہاتھ میں ہے۔

(3) ..... فرمایا! لوگوں کی فکر میں اپنے تئیں نہ بھول جاؤ۔

(4) ..... مجھے سائل کے سوال سے اس کی عقل کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

(5) ..... دنیا تھوڑی سی لو تب آزادانہ بسر کر سکو گے۔

(6) ..... آدمی کے نماز روزہ پر نہ جاؤ بلکہ اس کی درست معاملگی اور عقل کو دیکھو۔

(7) ..... علم' عقل کی زیادتی پر موقوف نہیں۔

(8) ..... اشعار عرب' بلند اخلاق' صحت لغات اور انساب کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

(9) ..... توبہ کی تکلیف سے گناہ کا ترک کر دینا زیادہ سہل ہے۔

(10) ..... دولت سر اونچا کیے بغیر نہیں رہتی۔

(11) ..... جو شخص برائی سے آگاہ نہیں وہ ضرور اس میں گرفتار ہوگا۔

(12) ..... آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو۔

(13) ..... جو چیز پیچھے ہٹی پھر آگے نہیں بڑھتی۔

(14) ..... کسی کی شہرت کا آوازہ سن کر دھوکا نہ کھاؤ۔

(15) ..... فرمایا! حکومت کے لئے ایسی شدت کی ضرورت ہے' جس میں جبر نہ ہو اور ایسی نرمی کی جس میں سستی نہ ہو۔

کرنا ایک ضروری امر ہے۔ (۲) تلاوت قرآن مجید ایک خوبی ہے مگر اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ (۳) مریض کی عیادت ایک خوبی ہے مگر اس کی وصیت کرانا ایک ضروری امر ہے۔ (۴) زیارت قبور ایک خوبی ہے مگر وہاں کی تیاری کرنا ایک ضروری امر ہے۔

(۶)..... فرمایا! مجھے چار باتوں میں عبادت الٰہی کا مزہ آتا ہے۔ (۱) فرائض کی ادائیگی میں۔ (۲) حرام اشیاء سے پرہیز کرنے میں۔ (۳) امید اجر پر نیک کام کرنے میں۔ (۴) اور خوف خدا سے برائیوں سے بچنے میں۔

(۷)..... فرمایا! متقی کی پانچ علامات ہیں۔ ایسے شخص کی صحبت میں رہنا جس سے دین کی اصلاح ہو۔ شرمگاہ اور زبان کو قابو میں رکھنا۔ مسرت دنیا کو وبال خیال کرنا۔ شبہات کے خوف سے حلال سے بھی پرہیز کرنا۔ پس ایک میں ہی ہلاکت میں پڑا ہوں۔

(۸)..... فرمایا یہ چیزیں بہت بیکار ہیں۔ وہ عالم جس سے کوئی سوال نہ کرے۔ وہ عمدہ عقل جس سے کچھ حاصل نہ کیا جائے' بیکار اور مستعمل ہتھیار' ویران مسجد' وہ قرآن جس پر تلاوت نہ کی جائے۔ وہ مال جو خرچ نہ کیا جائے۔ وہ گھوڑا جس پر سواری نہ کی جائے۔ علم زہد جو طالب دنیا کے پیٹ میں ہے۔ وہ عمر دراز جس میں توشہ آخرت تیار نہ کیا جائے۔ (منبہات ابن حجر عسقلانی)